© rasailojaraid.com

فکر و نظر............ اسلام آباد　　　　جلد: ۴۳　　　شمارہ: ۴

تعارف و تبصرۂ کتب

نام کتاب : نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

ناشر : مکتبہ قدوسیہ، اُردو بازار، لاہور

سالِ اشاعت : جون ۲۰۰۵ء

صفحات : ۴۵۷

قیمت : ۲۲۵ روپے

تبصرہ نگار : ڈاکٹر محمد طاہر منصوری*

آقائے دوجہاں حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ و مطہرہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ قرآنی ارشاد ''**ورفعنا لک ذکرک**'' کی لازوال صداقت کا یہ مظہر ہے کہ گزشتہ چودہ سو سال سے دنیا کے گوشے گوشے میں خدا کے نام کے ساتھ جناب رسالت مآب ﷺ کا نام مبارک بلند ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات اور تعلیمات پر روز روز نئی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں اہل علم و محقق آپ کی سیرت مطہرہ کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

فلک کی رفعتیں روشن مہ تمام کے ساتھ
بلند نام محمدؐ خدا کے نام کے ساتھ

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے کئی پہلو اور گوشے ہیں۔ ان میں سے ہر گوشہ مسلمان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے ایک قابل اطاعت نمونہ ہے۔ ''**لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ**''۔

نبی اکرم ﷺ نے جہاں زندگی کے اور بہت سے شعبوں کے لیے تعلیمات دی ہیں وہاں تعلیم و تربیت کے میدان میں بھی آپ نے خصوصی طور پر اُمت کی راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے معلم کے طور پر مبعوث فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

إنّ اللّٰہ لم یبعثنی مُعَنّتاً ولا مُتَعَنِّتاً ولکن بعثنی مُعَلّما میسّرًا.

بے شک مجھے اللہ نے لوگوں کو جھڑکنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا بلکہ مجھے آسانی کرنے

☆ ڈائریکٹر مطبوعات، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' میں ملک کے معروف محقق و دانشور اور اسلامی یونیورسٹی کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب نے آپ ﷺ کی شخصیت و سیرت کے اس پہلو کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک مسلمان معلم و مدرس کو اپنی تدریسی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے کن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے؟ اسے کن صفات سے بہرہ مند ہونا چاہیے؟ اپنی بات کو مؤثر طریقے سے مخاطب تک پہنچانے کے لیے کون سے اسالیب ہو سکتے ہیں؟ استاذ اور شاگرد کا باہمی تعلق کس طرح کا ہونا چاہیے؟ اس کتاب میں اس طرح کے تمام سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔ مصنف نے فن تدریس، وسائل تعلیم، معلم کی شخصیت، استاد و شاگرد کا تعلق غرضیکہ تعلیم و تدریس سے تعلق رکھنے والے مختلف موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔ معلم کی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کے مطالعے کے لیے مصنف نے چھیالیس موضوعات کا انتخاب کیا ہے جو تعلیم و تدریس کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان موضوعات پر انہوں نے سیرت طیبہ کی روشنی میں گفتگو کی ہے۔ احادیث کی تخریج اور ان کی استنادی حیثیت پر گفتگو بہت عالمانہ اور محققانہ انداز میں کی ہے۔ کتاب میں احادیث شریفہ کو ان کے اصل مآخذ و مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ آیاتِ شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر اور شروح حدیث سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک مستند علمی حوالے کی حیثیت رکھتی ہے۔

ایک مسلمان معلم کے لیے یہ کتاب غیر معمولی افادیت کی حامل ہے۔ معلم کے فرائض، اس کی شخصیت و کردار، طریقہ تدریس، وسائل تربیت کے حوالے سے اس کتاب میں ہمیں کئی راہنما اصول ملتے ہیں۔

مثال کے طور پر کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ استاد کا اپنے شاگرد کے ساتھ انتہائی قریبی اور گہرا تعلق ہونا چاہیے۔ ان کے درمیان محض سطحی نوعیت کا تعلق نہ ہو بلکہ محبت و احترام اور خیرخواہی پر مبنی تعلق قائم ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں فاضل مصنف نے سیرتِ طیبہ سے کئی شواہد پیش کیے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ اپنے صحابہ طلباء کے لیے انتہائی محبت کے جذبات رکھتے تھے۔ آپؐ طلبہ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے اور ان کا خیر مقدم کرتے۔ آپؐ طالب علم کو اس کے نام اور کنیت سے پکارتے جس سے اسے اپنائیت کا احساس ہوتا۔

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ طالب علم کے ساتھ ذاتی نوعیت کا تعلق، اس کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیر خواہی، اور اسے اس کے نام سے پکارنا جیسے امور تدریسی عمل میں کس قدر مؤثر ہوتے ہیں۔

گفتگو میں ٹھہراؤ بات کو مخاطب تک مؤثر طریقے سے پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کتاب کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرمﷺ ٹھہر ٹھہر کر اپنا مدعا بیان کرتے، آپؐ عجلت سے کام نہ لیتے، بعض اوقات بات کو دو اور تین دفعہ دوہراتے تاکہ طالب علم کے ذہن میں بات اچھی طرح جاگزیں ہو جائے۔ تشبیہات اور تمثیلات بات کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان سے بات میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور مخاطب کو بات زیادہ آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ آپﷺ مدعا کی وضاحت میں تشبیہات و تمثیلات کا بھی سہارا لیتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک حدیث میں آپﷺ نے اچھے دوست و ہم نشین کو مشک والے اور برے ساتھی کو بھٹی دھونکنے والے سے تشبیہ دے کر نیک اور صالح لوگوں کی صحبت و ہم نشینی کی ترغیب دی ہے۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ مشک و کستوری والے کا ہم نشین خوشبو سے مستفید ہوتا ہے اور بھٹی دھونکنے والے کے ساتھ بیٹھنے والے کو آگ کی تمازت اور دھوئیں کی بو کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

نبی اکرمﷺ اپنی بات کو سمجھانے کی خاطر بسا اوقات اشاروں، اشکال اور لکیروں سے بھی مدد لیتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے''۔ پھر آپﷺ نے اس کی دائیں جانب اور بائیں جانب خطوط کھینچے۔ پھر فرمایا: یہ جدا جدا راہیں ہیں۔ پھر آپﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: اور بلاشبہ یہ میری راہ ہے سیدھی، سو تم اس پر چلو اور دوسروں کی راہوں پر مت چلو، وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس طرح نبی اکرمﷺ نے خطوط سے راہِ الٰہی اور شیطانی راہوں کے فرق کو واضح فرمایا۔ ایک اور حدیث میں آپﷺ نے لمبی اُمیدوں اور انسان کے مسلسل مصائب کی کیفیت کو ایک شکل کے ذریعے واضح کیا۔

اپنے مقصود و مدعا کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک مؤثر طریقہ دو اشیاء کے درمیان تقابل و موازنہ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ زیر بحث امر کا کسی دوسری چیز کے ساتھ تقابل کیا جائے۔ نبی اکرمﷺ اس اسلوب کو بھی کثرت سے استعمال کرتے۔ ایک حدیث میں آپﷺ نے دنیا کی فانی لذتوں کا آخرت کے عیش و آرام اور اس کی نعمتوں سے موازنہ فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ پانی کا کتنا حصہ اس کے ساتھ لگتا ہے؟''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طلبہ کی توجہ مبذول کرنے اور اس کے شوق کو انگیخت کرنے کا ایک طریقہ اجمال سے تفصیل کی طرف جاتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی بات پہلے اجمالی طور پر پیش کرتے، پھر اس کی تفصیل بیان فرماتے۔ تعلیم و تدریس کے شعبے سے وابستہ افراد اس اسلوب کی اہمیت کو بخوبی جانتے ہیں۔ ایک اچھا اور ماہر استاد اپنا لیکچر پہلے اختصار کے ساتھ نکات کی صورت میں پیش کرتا ہے، پھر ان نکات کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔

کتاب میں تعلیم و تربیت سے متعلق اور بھی کئی راہنما اصول دیئے گئے ہیں۔ یہ اصول ایک مسلمان مدرس و معلم کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ یہ کتاب بلاشبہ اسلامی فن تعلیم و تربیت پر ایک اہم علمی ماخذ و مراجع ہے۔ تاہم کتاب میں چند امور قابل لحاظ و توجہ ہیں:

۱۔ مصنف نے کچھ منتخب عنوانات کے تحت احادیث کے ترجمے اور محدثین کے توضیحی ملاحظات کے ساتھ نقل کر دی ہیں۔ اگر وہ موجودہ طریقہ تالیف کے مطابق مختلف ابواب کے تحت موضوعات پر اپنے انداز میں گفتگو کرتے اور نصوص کو بطور شواہد لاتے تو کتاب کی علمی وقعت میں زیادہ اضافہ ہو سکتا تھا۔ موجودہ شکل میں یہ کاوش ایک طبع زاد تصنیف کی بجائے تالیف نظر آتی ہے جس میں صاحب کتاب کی اپنی شخصیت گم ہو کر رہ گئی ہے۔

۲۔ زبان میں مشکل پسندی ہے۔ عربیت کا رنگ غالب ہے۔ سلاست و بے ساختگی مفقود ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب بنیادی طور پر عربی میں لکھی گئی ہے اور بعد میں اسے اُردو میں منتقل کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب میں عنوانات کی بھرمار ہے۔ ہر حدیث کو ایک مستقل عنوان دیا گیا ہے۔ جبکہ اپنے موضوع اور علمی مواد کے اعتبار سے یہ سب احادیث کسی ایک مرکزی موضوع کے تحت آتی ہیں۔ مثال کے طور پر موضوع نمبر۹ بعنوان ''شاگردوں کو نام، کنیت یا لقب سے پکارنا'' (ص ۱۱۸) کے تحت فاضل مصنف نے کئی ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں جو کہ اپنی نوعیت و ماہیت میں کم و بیش ایک ہی جیسے ہیں۔ مثلاً

۱۔ مخاطب کو ایک دفعہ پکارنا

۲۔ مخاطب کو دو دفعہ پکارنا

۳۔ مخاطب کو تین دفعہ پکارنا

پھر ان میں سے ہر ایک کو مزید ذیلی عنوانات دیئے ہیں، یہ عنوانات بھی ایک ہی طرح کے ہیں، جیسے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو ندا

۲۔ ابوذرؓ کو ندا

۳۔ عائشہؓ کو ندا

۴۔ عباسؓ کو ندا

۵۔ ابی ابن کعبؓ کو ندا

۶۔ معاذ بن جبلؓ کو ندا

ہماری رائے میں ہر حدیث کو مستقل عنوان دینے کی ضرورت نہیں۔ خاص طور پر جبکہ عنوانات ایک دوسرے سے مختلف بھی نہ ہوں۔ فاضل مصنف کو چاہیے تھا کہ وہ ''شاگردوں کو نام، کنیت اور لقب سے پکارنا'' کے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے اور تعلیمی نقطہ نظر سے واضح کرتے کہ اس عمل کی تعلیمی نفسیات میں کتنی اہمیت ہے، پھر گفتگو کے ضمن میں احادیث کو شواہد کے طور پر پیش کرتے۔ عنوانات کی کثرت سے گفتگو کی سلاست و روانی متاثر ہوتی ہے۔

۴۔ بعض عنوانات کی ساخت محل نظر ہے۔ مثال کے طور پر کتاب کی ایک مبحث کا عنوان ہے: ''شاگردوں کے بعض اعضائے جسم کو چھونا'' (ص۱۳۱)۔ ایک اور مبحث کا عنوان ہے: ''اظہار تعلق کے لیے ضرب لگانا'' (ص۱۳۹)۔ ایک مبحث کا ذیلی عنوان ہے: ''عورت کی دبر میں جماع کی ممانعت'' (ص ۲۴۰)۔ تعلیمی و تربیتی پہلو سے ان عنوانات کی افادیت کچھ زیادہ واضح نہیں ہے۔ اگر بے ادبی پر محمول نہ کیا جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عنوانات کا یہ انداز کچھ زیادہ باوقار نہیں ہے۔

ان ملاحظات کے باوجود کتاب کی علمی افادیت میں کوئی کلام نہیں۔ تعلیم و تربیت سے متعلق اس میں بہت مفید معلومات ہیں۔ یہ شاید اپنی نوعیت کی پہلی علمی کاوش ہے جس میں نبی اکرمﷺ کی سیرت کے تعلیمی و تربیتی پہلو کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ اسلامی یونیورسٹی کے کلیہ تعلیم و تربیت کو اس کتاب کے مشمولات اور موضوعات کو سامنے رکھ کر باقاعدہ اس طرح کا مضمون متعارف کرانا چاہیے جس میں نبی اکرمﷺ کی شخصیت کا بطور معلم مطالعہ کیا جائے۔

© rasailojaraid.com